



میلاد النبی کی شرعی حیثیت

آخری قسط

مفتی منیب الرحمن

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح صحیح مسلم، جلد: 3، ص: 169 تا 190 میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔ انہوں نے احناف کے مسئلہ اکابر علامہ ابن عابدین شامی کی ”شَرْحُ الْمَوْلِدِ لِابْنِ حَجْرٍ بِحَوَالِهِ: جواہر البحار، جلد: 3، ص: 340“ اور ملا علی قاری کی ”الْمَوْلِدُ الرَّوِيُّ فِي الْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ، ص: 7-8“ کے حوالے سے ثابت کیا کہ یہ اکابر اُمت بھی میلاد النبی ﷺ کے جواز کے قائل تھے۔

نیٹ پر ایک سعودی عالم نے عید میلاد النبی ﷺ کی نفی کے لیے یہ موقف اختیار کیا کہ احادیث مبارکہ میں صرف عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا ذکر ہے، کسی اور عید کا ذکر نہیں ہے، ان کی خدمت میں دو احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں:

(1) ”حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یوم جمعہ عید ہے، سو اپنی عید کے دن روزہ نہ رکھو، سوائے اس کے کہ اُس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کو ملا کر رکھو، (المستدرک للحاکم: 1595، مسند احمد: 8025)۔“

(2) ”حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں (پہلی رکعت میں) سورۃ الاعلیٰ اور (دوسری رکعت میں) سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے اور کبھی جمعے کے دن عید واقع ہو جاتی تو آپ ﷺ جمعہ اور عید دونوں کے خطبات میں یہ دو سورتیں پڑھتے تھے، ابو عوانہ کے الفاظ یہ ہیں: کبھی ایک دن میں دو عیدیں جمع ہو جاتیں (یعنی ایک یوم عید اور دوسرا یوم جمعہ)، (مسند احمد: 18409)۔“

ان دونوں احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوم جمعہ کو یوم عید قرار دیا ہے، لہذا یہ کہنا کہ عیدین کے علاوہ کسی اور دن کے لیے عید کا کوئی تصور نہیں ہے، درست نہیں ہے۔ چنانچہ گزشتہ کالم میں ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے نزول ماندہ کو عید قرار دیے جانے کا ثبوت سورۃ ماندہ کے حوالے سے درج کیا ہے۔

برصغیر کی مسئلہ دینی و علمی شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ”الذُّرُّ الشَّيْخَيْنِ فِي مُبَشَّرَاتِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ“ میں لکھتے ہیں: ”میلاد کا اہتمام میرے والد گرامی (شاہ عبدالرحیم) فرماتے تھے کہ میں یوم میلاد کے موقع پر کھانا پکوا یا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک سال کوئی چیز میسر نہ آ سکی کہ کھانا پکواؤں، صرف بجھے ہوئے چنے موجود تھے، چنانچہ یہی چنے میں نے لوگوں میں تقسیم کیے۔ خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ



تشریف فرما ہیں، یہی چنے آپ کے سامنے رکھے ہیں اور آپ نہایت خوش اور مسرور دکھائی دے رہے ہیں، (رسائل شاہ ولی اللہ دہلوی: 254)۔“

یعنی میلاد کا یہ اہتمام رسول اللہ ﷺ کی نظر میں محبوب تھا۔

شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب محدثی ”مختصر سیرۃ الرسول“ میں لکھتے ہیں: ”ثوبیہ ابولہب کی باندی تھی، جب نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی، تو اس نے اپنے آقا کو بھیجے کی ولادت کی خوشخبری سنائی، اس خوشی میں ابولہب نے انگلی کے اشارے سے اُسے آزاد کر دیا، بعد میں ثوبیہ نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا۔ ابولہب کی وفات کے بعد کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوا؟۔ اس نے بتایا: تم سے جدا ہونے کے بعد عذاب میں مبتلا ہوں، مگر ہر پیر کے دن انگلی سے ٹھنڈک ملتی ہے۔ پس مقام غور ہے کہ جب ابولہب جیسے دشمن رسول کافر کو ولادت محمد بن عبد اللہ کی خوشی منانے پر جہنم میں راحت مل سکتی ہے، تو ایک مسلمان کو محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر بے پایاں اجر کیوں نہیں ملے گا؟ یہ عبارت کا خلاصہ ہے۔“ امام محمد بن اسماعیل بخاری نے بھی قدر اختصار کے ساتھ اسی واقعہ کو بیان کیا ہے، (صحیح بخاری: 5101)۔“

علامہ سعیدی نے علمائے دیوبند کے شیخ طریقت حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا یہ قول نقل کیا: ”اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہے اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں، (فیصلہ ہفت مسئلہ: 05)۔“۔۔۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ”ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورت جواز کی موجود ہے، پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے، البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے، اگر احتمال تشریف آوری کیا جاوے، مضائقہ (حرج) نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بہ زمان و مکان ہے، لیکن عالمِ اُردو نوں سے پاک ہے، پس قدم رنجافرمانا ذاتِ بابرکات کا بعد نہیں۔“۔۔۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ”مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے؟، البتہ جویادیتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں، نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا، ہاں مجھ کو ایک کیفیت، قیام میں حاصل ہوتی ہے۔“۔۔۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ”اگر کسی عمل میں غیر مشروع عوارض (خارجی امور) لاحق ہوں، تو اُن عوارض کو دور کرنا چاہیے، نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے، ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے، جیسے قیام مولد شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے؟، جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں، اگر سردارِ عالم و عالمیاں (رُوحی فدا) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا، (شائع امدادیہ: 47, 50, 68)۔“

علمائے دیوبند کے مُسکّمہ پیشوا علامہ اشرف علی تھانوی نے اس آخری جملے پر حاشیے میں لکھا ہے: ”البتہ اصرار کرنا کہ تارکین سے نفرت کرنا زیادتی ہے، (امداد المشائق: 68)۔“ اس عبارت سے ہمیں اتفاق ہے، کیونکہ کسی مستحب یا پسندیدہ امر کو ترک کرنے پر ملامت کرنا اسے واجب قرار دینا ہے اور یہ درست نہیں ہے۔ اس حاشیے پر علامہ غلام رسول سعیدی نے یہ اضافہ کیا ہے: ”اور میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بڑی زیادتی یہ ہے کہ محفل میلاد کو ”بدعتِ سنّیہ“ قرار دیا جائے اور میلاد شریف کرنے والوں سے نفرت کی جائے اور انہیں اہل بدعت کے نام سے پکارا جائے۔“

ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ فی نفسہ میلاد النبی ﷺ جائز بلکہ مستحسن ہے، لیکن میلاد النبی کے عنوان سے قائم مجالس اور جلوسوں کو ہر قسم کی بدعات، منکرات اور خرافات سے پاک ہونا چاہیے تاکہ چند لوگوں کی بے اعتدالیوں کی بنا پر ایک مستحسن امر کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا جواز نہ مل سکے۔



مشہور اہلحدیث عالم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں: ”اس حدیث (یعنی رسول اللہ کے پیر کا روزہ رکھنے) سے ایک جماعت علماء نے آپ کی ولادت کی خوشی یعنی مجلس میلاد کرنے کا جواز ثابت کیا ہے اور حق یہ ہے کہ اگر اس مجلس میں آپ ﷺ کی ولادت کے مقاصد اور دنیا کی رہنمائی کے لیے آپ کی ضرورت اور امور رسالت کی حقیقت کو بالکل صحیح طریقہ پر اس لیے بیان کیا جائے کہ لوگوں میں اس حقیقت کا چرچا ہو اور سننے والے یہ ارادہ کر کے سُنیں کہ ہم کو اپنی زندگیاں اُسوۂ رسول کے مطابق گزارنا ہیں اور ایسی مجالس میں کوئی بدعت نہ ہو، تو مبارک ہیں ایسی مجالس اور حق کے طالب ہیں ان میں حصہ لینے والے، بہر حال یہ ضرور ہے کہ یہ مجلسیں عہد صحابہ میں نہ تھیں، (لغات الحدیث، جلد: 3، ص: 119)۔“

یہ بات درست ہے کہ موجودہ ہیئت پر جو مجالس میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتی ہیں یا جلوس کا شعار ہے، یہ جدید دور کی معروف اقدار ہیں اور دین کے بہت سے شعبوں میں ہم نے دور جدید کے شعار اور اقدار کو اپنایا ہے، مثلاً: ”مصحف مبارک میں سورتوں کے نام، آیات کی علامات، اعراب لگانا وغیرہ۔ کتب احادیث بھی دوسری صدی ہجری میں یا اس کے بعد مرتب ہوئیں۔ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے تمام معاون علوم بعد میں ایجاد اور منڈون ہوئے، عالی شان مساجد اور مدارس قائم ہوئے، دینی لٹریچر کی جدید انداز میں نشر و اشاعت کا انتظام ہوا اور کسی نظریے سے وابستگی کے اظہار کے لیے یا کسی غلط بات کے رد اور اس پر احتجاج ریکارڈ کرانے کے لیے جلوس نکالنے کی روش قائم ہوئی۔ تقریباً تمام مکاتب فکر نے دینی مقاصد کے لیے جلوس نکالے، مثلاً: شوکت اسلام، نفاذ شریعت، ناموس رسالت اور عظمت صحابہ وغیرہ کے نام پر جلوس نکالے جاتے رہے ہیں اور یہ تمام سرگرمیاں دین اور مقاصد دین سے تعلق رکھتی ہیں اور انہیں اس دور میں قبول عام مل چکا ہے۔ اسی طرح دینی جماعتوں کا قیام، تبلیغی اجتماعات کا انعقاد، افتتاح بخاری یا ختم بخاری کی تقریبات، مدارس کے سالانہ جلسے یا پچاس سالہ اور ڈیڑھ سو سالہ جشن، سیرت النبی ﷺ کے جلوس کا انعقاد، انٹرنیٹ پر درس قرآن اور الیکٹرانک وسائل میڈیا کا دین کے ابلاغ کے لیے استعمال وغیرہ۔ مقام حیرت ہے کہ اس طرح کی تمام سرگرمیوں پر کبھی کسی نے کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا، تو صرف محافل و جلوس میلاد النبی ﷺ کو ہدف تنقید بنانا یا بدعت قرار دینا انتہائی زیادتی ہے۔

میلاد النبی ﷺ کو بدعت قرار دینے والوں کا کام آسان ہے کہ وہ فتویٰ دے کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں، لیکن میرا درد اس سے سوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان مجالس کو دینی تعلیم و تربیت کا مؤثر ذریعہ بنانا چاہیے اور محبت رسول اللہ ﷺ کا شراطاعت و اتباع نبوی کی صورت میں ظاہر ہونا چاہیے۔ پیشہ ورو عظیم، موضوع روایات بیان کر کے لوگوں کی عقیدت کو اپنی دنیا سنوارنے کے لیے ابھارتے ہیں اور اسے ذہنی سرور کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔ خیر کا کام اس انداز سے ہونا چاہیے کہ اُس کے مثبت نتائج برآمد ہوں، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بقدر ضرورت اور مناسب وقت تک ہو، یہ نہ ہو کہ لاؤڈ اسپیکر کے شور سے لوگوں میں بیزاری اور نفرت پیدا کی جائے، کسی اور کی غلط روش کو اپنے لیے جواز نہ بنایا جائے۔ چراغاں کے لیے بجلی کا استعمال قانون کے دائرے میں ہونا چاہیے، ناجائز طریقے اختیار کر کے اُسے سعادت یا باعث اجر سمجھنا غیر شرعی فعل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں، اور ناقص چیزیں خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو، جن کو تم خود بھی چشم پوشی کیے بغیر (خوشدلی سے کبھی) نہ لو، (بقرہ: 267)۔“ مال حرام کو حرام سمجھتے ہوئے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا اور اس پر اجر کی امید کرنا روح ایمان کے منافی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے لیے کھڑا ہونا آداب میں سے ہے، پس جو خوشی سے کھڑا ہو، الحمد للہ یہ سعادت ہے، لیکن جو کسی عذر کے سبب یا بلا عذر کھڑا نہ ہو، اُسے ملامت کرنا درست نہیں ہے اور اسی طرح کھڑے ہونے والوں کو ملامت کرنا بھی نامناسب طرز عمل ہے۔